

# مددِ مانگتی ہے یہ حوالکی بیٹی

متن: انجم نعیم

تصاویر: راجیش کمار سنگھ

حورت نے مردوں کو جنم دیکر  
زمین کرے وارث پیدا کئے۔ انہی  
مردوں نے حورتوں کو عزت و وقار  
دیئے کہ بجائے اسے دیلام گاہ اور  
بازار تک پہنچانے میں کوئی  
کسر نہیں چھوڑی

**صنعتی** شہر کانپر کے پرم پوروا کے اس جو ہی محلہ کے جس  
 حصہ سے شم پختہ مکانوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے  
 اس کے آخری حصے پر ایک قدیم مندر سے تھیک شلک اشوك دو بے کام تین  
 چار قاث اونچی تکی دیواروں سے گھرا ہوا ایک پلاٹ ہے جس پر کرایہ داروں  
 کے آٹھویں چھوٹے چھوٹے بوسیدہ مکانات میں اور وسط میں جو پنچی ہوئی  
 زینت ہے اس پر مزدوری کے کام آئے والے کچھ جانور باندھے جاتے ہیں۔  
 دامیں ہاتھ میں چھپروں والا بے دروازے کا جو مکان ہے اسی میں ۱۷-۱۸  
 سال کی تراشانی پاچ بہنوں ایک چھوٹے بھائی رکشا جاتے والے باپ اور  
 دوسروں کے گھر مزدوری کرنے والی ماں کے ساتھ اب بھی زندگی گزارتی  
 ہے۔ زندگی کیا گزارتی ہے زندہ رہنے کی جیسے ایک لاپرواہتی کوشش کرتی رہتی  
 ہے۔ ہمیں دیکھ کر ایک بھیزی جمع ہو گئی تھی لیکن اس چھوٹی سی بھیزی میں ایک  
 لخت ایک ایسا وجہ سامنے آ کر کھڑا ہو گیا جس کے خوبصورت بیشاوی چہرے  
 اور بڑی بڑی کھنچی ہوئی دلوں شفاف آنکھوں میں دکوئی حرمت تھی نہ کوئی



بیٹھنی اپنی قسم پر نوحہ کر رہی تھی کہ اچانک ایک کار آ کر کی اور جلی بھنی حالت میں ترانہ کو اس کے گھر کے سامنے پہنچ کر تیزی سے آگے ہو گئی۔ چہرے کے سوابدن کا شاید ہی کوئی نازک حصہ تھا جسے تیزاب سے مخ نہ کیا گیا تھا۔ اپتال میں دونوں ہاتھ کی سوختہ بڈیاں زندگی پہنچانے کی خاطر پہلے بازوں تک اور پھر شانے تک کاٹ دی گئیں، مہینوں کے علاج کے بعد اب ترانہ جو زندہ ہے تو بس حرکت کرتی ہوئی ایک لاش ہے جس کے جلد ہوئے سینے کے پیچے ایک دل دھڑک رہا ہے اور آنکھوں میں گزرے ٹھوں کا نوحہ ہے۔

ترانہ سے مل کر اشوك دوبے کے پلاٹ سے میں کسی طرح

بچھلا ہٹ اور غصہ تینوں عصر نمایاں تھا۔ میں نے محسوس کیا اب شفاف اور خلک آنکھیں آپدار ہوتی جا رہی تھیں۔ ترانہ اس کی بہن تبسم اور مظلوم عورتوں کے لئے کام کرنے والی قلام تیزم شلتی کیدر کی کارکن سمجھائی چڑھ دیدی نے اس دل فلاحی تیزم شلتی کیدر کی کارکن سمجھائی چڑھ دیدی نے اس دل دھلا دینے والے واقعے کی جو پوری تفصیل بتائی اس میں دھلا دینے والے واقعے سے دھنے پڑے ہیں ایک جو جان ہوتی ہوئی نکتے ہوئے قد کی برہنہ لڑکی کی قد آدم تصویر تھی جس کے دونوں پازو شانوں تک کئے ہوئے تھے، ابھرے ہوئے پڑھوں نے بھی کی۔

اشوک دوبے کے اس پلاٹ پر دوسروں کے علاوہ ترانہ کی ماں شاکرہ بھی ایک کرایہ دار ہے۔ بعض دوسروں کے علاوہ ترانہ کی کوشش کی تو اس نے اس کی نشانے کرنے والی گوشت پوشت کی ناہموار گپٹہ نہیں۔ دونوں

التماس تھا۔ پاٹ ساتاڑات سے عاری چہرہ شاید اپنی کہانی سننا کر تھک چکا تھا۔ ملکجے سے سفید دوپٹے میں لپٹی ہوئی سرو قامت ترانہ کے بدن سے اس کی بہن تبسم نے جب دوپٹے کو الگ کیا تب منظر پر نگاہ جمائے رکھتا ہے مشکل ہو گیا تھا۔ وسیع کیوں پر گھرے غلے والیں کلر سے بنائی گئی ایک جوان ہوتی ہوئی نکتے ہوئے قد کی برہنہ لڑکی کی قد آدم تصویر تھی جس کے دونوں پازو شانوں تک کئے ہوئے تھے، ابھرے ہوئے پست انوں کی جگہ دو دل دھلا دینے والے داروں میں بنے ہوئے سیاہ سوختہ بڑے بڑے سے دھنے پڑے سے شرم گاہ تک پکھل کر لٹک جانے والی گوشت پوشت کی ناہموار گپٹہ نہیں۔ دونوں



قصت تھی جو تیزاب  
کے قطروں میں جل کر  
بہہ گئی۔  
یہ پہلا جملہ تھا جو  
ترانہ کی زبان سے ادا  
ہوا۔

ہٹکا یت اشوک دوبے سے جا کر کی جس نے ان کرایہ داروں کو باہر تو نکل آیا لیکن قدموں کو جیسے زنجیر لگ گئی تھی۔ میں آہستہ فور آماں خالی کرنے کا نوٹس دیدیا ابتدہ ان کی گذراش پر انہیں آہستہ آگے بڑھ رہا تھا اور مجھے کے لوگوں کی ایک چھوٹی سی ٹولی کچک گئی تھیں۔ ہاتھ بھی نہیں گذر رہا تھا کہ ایک دن اچانک کچھ مہلت دیدی گئی۔ ہفتہ بھی نہیں گذر رہا تھا کہ ایک دن اچانک ترانہ اغوا کر لی گئی اور اسے اس کی پڑوں ناوجو، دیگر تین رشتہ دار قریب آئے۔ دیکھ لیا کل یوگ کے مانوکا تاڑو، قلم کی اس بھتی لڑکوں کے ساتھ ایک جیپ پر بھاگ کر پوکھریاں کی رشتہ دار کے گھر لے گئی۔ ترانہ کہتی ہے کہ تاجونے اسے کھانے کو دیا۔ پھر سے تیزی سے گزر جاؤ ورنہ وہ قدم آگے بڑھنا بھی مشکل ہو جائے گا۔“ سورج سو ایکسے پر تھا۔ میں نے ڈرائیور سے کہا اسے کچھ نہیں پتا کہ آگے کیا ہوا، اس کا کہتا ہے کہ اسے تھوڑی دیر پڑی۔ سوال و جواب کے لئے جب الفاظ اکھٹا ہوئے تو میرا کے جھکل دئے جا رہے تھے۔ اس پر پھر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ ۰۷ کی دہائی کے اوخر میں کانپور کے سودیشی کائن ملکی پھر تو بریت کی تمام حدیں پار کی گئیں۔ اسٹاکر نے سارے اسٹرائیک پر گئے ہوئے مزدوروں پر ہونے والی پولس جتن کرڈا لیکن ترانہ کا کوئی پتہ نہیں چلا۔ چوتھے دن شاکرہ فائر گنگ میں مارے گئے لوگوں کی بیواوں کی مدد کے لئے قائم پہلا جملہ تھا جو ترانہ کے منہ سے نکلا۔ آواز میں مایوسی